حاجیوں کے گلے میں گناہوں کی بجائے پھولوں کے ہار؟

بانی مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ حضرت مولانا محمود احمد میرپوری کی ایک یادگار تحریر

برصغیر پاک و ہند میں جو روایات قبول عام حاصل کر چکی ہیں ان میں کسی خوشی یا کامیابی کے موقع پر گلے میں ہار ڈالنے کی روایت بھی کافی قدیم ہے۔ کوئی الیکشن میں کامیاب ہو جائے تو اس کے گلے میں ہار۔ کوئی پیر صاحب تشریف لائیں تو ہار۔ دولہا کے گلے میں ہار۔ کوئی لیڈر آ جائے تو اس کے گلے میں ہار اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے والوں کو ہاروں سے لاد دیا جاتا ہے۔ یہ تو خوشی، جشن اور کامیابی کی علامتیں ہیں اور جب ہماری قوم کسی پر ناراض ہو جائے تو پھر اس کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالنے سے بھی گریز نہیں کرتی۔

اور پھر ہار کا جیت کے مقابلے میں بھی استعمال ہے۔ ایک طرف ہار ہوتی ہے یعنی شکست اور دوسری طرف ہار یعنی گلے میں پھولوں کے ہار۔ ہمارے سیاسی لیڈر بھی ہار بہت پسند کرتے ہیں۔ کچھ تو از راہِ تکلف ہار فوراً اتار کر میز پر رکھ دیتے ہیں یا اپنے کسی ساتھی کے گلے میں ڈال دیتے ہیں۔ اور بعض سیاسی لوگ ہاروں کے اتنے شوقین ہیں کہ وہ ہاروں کا بوجھ اٹھا کر ساری تقریر کرتے ہیں تاکہ ان کی فوٹو جب اخباروں میں آئے تو لوگ جان سکیں کہ یہ صاحب جس ہمت و جرأت سے ہاروں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں اسی طرح قوم کا بوجھ بھی اٹھا سکتے ہیں۔ اور بعض کے بارے میں تو مشہور ہے کہ ایک آدھ رات تو وہ سوتے وقت بھی ہار نہیں اتارتے کہ کہیں ہاروں کا اتارنا حقیقی ہار ہی نہ بن جائے۔

بہر حال، لیڈر صاحب کو اپنی لیڈری چمکانی ہوتی ہے اس لئے وہ ہاروں کے محتاج ہیں۔ پیر صاحب کو پیری کا کمال دکھانا ہوتا ہے اس لئے وہ مریدوں کے ہاروں کے محتاج ہوتے ہیں۔ اگر ان کے گلے میں کوئی کچھ نہ ڈالے تو پیری کی شان و شوکت ہی جاتی رہتی ہے۔ طالب علم کوئی ڈگری حاصل کرتا ہے اس لئے اسے ہار پہنائے جاتے ہیں۔ الیکشن میں زیادہ ووٹ حاصل کرنے والے کے ہاروں کی بھی وجہ تسمیہ سمجھ میں آتی ہے۔

اسی طرح ہمارے ہاں بعض علاقوں میں بیلوں، کتوں اور گھوڑوں کے گلے میں بھی ہار ڈالے جاتے ہیں جب وہ کسی دوڑ یا لڑائی میں کامیاب ہو جائیں۔ لیکن حاجی صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالنے کی وجہ تسمیہ معلوم کرنا کافی مشکل ہے۔

راقم الحروف نے گذشتہ دنوں ہیتھرو ایئرپورٹ پر حاجی حضرات و خواتین کے گلے میں ہاروں کا منظر

دیکھا تو لاہور اور گوجرانوالہ کے ریلوے سٹیشنوں پر حاجیوں کے استقبال کی یاد تازہ ہوگئی۔۔۔ یہ منظر دیکھ کر ایک ساتھی نے مجھ سے سوال کیا کہ کسی نمازی کے گلے میں ہار نہیں ڈالے جاتے تو پھر کیا وجہ ہے کہ حاجی حضرات کو اس کثرت سے ہاروں سے لاد دیا جاتا ہے۔۔۔ میرے پاس اس کا کوئی معقول جواب تو نہ تھا لیکن یوں ہی ٹالنے کے لئے میں نے ان سے کہہ دیا کہ دراصل حاجی اپنی گردن سے چونکہ گناہوں کا بوجھ اتار کر آ رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی جگہ پر کرنے کے لئے پھولوں کے ہار پہنائے جاتے ہیں۔۔۔ حالانکہ یہ کوئی تسلی بخش جواب نہیں تھا کیونکہ اول تو یہ کسی کو علم ہی نہیں کہ کس کا حج قبول ہوا ہے کس کا نہیں۔ اللہ کی ذات کے سوا اس بارے میں کوئی نہیں جانتا اور پھر جو لوگ ہار اور استقبال کیلئے اور حاجی صاحب کہلانے کیلئے حج ادا فرماتے ہیں ان کے گناہوں کا بار تو میرے خیال میں اور زیادہ بوجھل ہی ہوتا ہے۔

دراصل حج بھی ایک پکنک اور رسم بن کر رہ گئی ہے اور اکثریت حج کے مقصد سے ناواقف ہے اور اس عظیم فریضے کے صحیح ثمرات سے محروم ہے اور حج سے واپسی کے بعد گلے میں ہاروں کے بوجھ کے سوا اور کوئی تبدیلی کم ہی نظر آتی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

ہمارے ایک جاننے والے صاحب کا واقعہ ہے کہ ٹھیکے داری کے کاروبار سے مال و دولت خوب جمع کر لیا، اب لوگوں نے مجبور کیا کہ اب تو حج ہونا چاہئے، حالانکہ وہ نمازی بھی نہ تھے۔ لیکن بعض لوگ اس خیال سے بھی یہ ترغیب دلاتے ہیں کہ شاید حج ان کے باقی اعمال کی اصلاح کا ذریعہ بن جائے۔۔۔ خیر لوگوں نے کہلوا کر ٹھیکے دار صاحب کو حج کے لئے تیار کر دیا، اور سفر حج میں انہیں کچھ اچھے، نیک اور نمازی ساتھی مل گئے۔ خیر سے حاجی صاحبان مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ وہاں یہ صاحب بھی نماز کے لئے کچھ دن تو ساتھ چلے جاتے رہے لیکن بعد میں جب ساتھی انہیں نماز کے لئے جگاتے تو ایک دن ان حاجی صاحب نے غصے میں آ کر کہا کہ "بھائی! تم مجھے گھر بھی آرام نہیں کرنے دیتے تھے اور یہاں بھی نماز، نماز کہہ کر مجھے تنگ کر رہے ہو یہاں تو مجھے کچھ دن آرام کرنے دو"

تو آج بدقسمتی سے صورت حال کچھ ایسی ہی ہے جیسے جاتے ہیں ویسے کورے کے کورے واپس آ جاتے ہیں۔ جس نے حج کیا اس نے نہ کوئی بڑا تیر مارا، اور نہ ہی کسی پر کوئی احسان کیا، بلکہ ایک فرض جو اس کے ذمے تھا اسے ادا کیا، اس پر اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور جذباتِ تشکر کے ساتھ واپس لوٹنا چاہئے۔ واپس چپکے سے آئیں اور گھر جانے سے پہلے شکرانے کے نفل ادا کریں، اور جو عزیز و اقارب انہیں لینے کے لئے آئیں ان سے ہار وصول کرنے سے پہلے سنت نبویؐ کے مطابق دعا کریں۔ یہاں آ کر حج کے اثرات زائل ہونے سے پہلے حاجی کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ نے جشن وخوشی منانے کے طریقے بھی بتائے ہیں۔تاریخ اسلامی میں سب سے عظیم کامیابی جب فتح مکہ کی شکل میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی تو اس سے بڑا جشن اور مسرت منانے کا اور کوئی موقع نہ تھا، مگر ہادیٔ دوجہاں ﷺ جب فاتح قائد کی حیثیت سے مکہ شہر میں داخل ہوتے ہیں تو عاجزی وانکساری کا یہ عالم تھا کہ اپنا سر مبارک اتنا جھکایا ہوا ہے کہ اونٹنی کے کوہان کو چھو رہا ہے۔۔۔اور آج ہم کوئی نیکی کرتے ہیں یا کوئی اسلامی فرض ادا کرتے ہیں تو فخر وکبر سے ہماری گردنیں اکڑ جاتی ہیں۔اور پھر جسے ہاروں سے لاد دیا جائے وہ اگر چاہے بھی تو اس حالت میں اس کی گردن نیچے نہیں ہوتی، اور نہ سر جھک سکتا ہے۔اور یہ کتنی بدنصیبی کی بات ہے کہ ایک اہم دینی فریضہ ادا کرنے کیلئے ہزاروں میل کا سفر بھی کیا جائے، مال بھی خرچ کیا جائے اور سفر کی صعوبتیں بھی برداشت کی جائیں مگر یہ ساری کاوشیں ریا و دکھلاوے کی نذر ہو جائیں، اور حجاج حضرات جب گناہوں کا بوجھ اتار کر واپس آتے ہیں تو گھر پہنچنے سے پہلے پہلے ہاروں کے ذریعہ وہ بوجھ پھر اٹھا لیتے ہیں۔پھر ان کے استقبال کے موقع پر مردوں اور عورتوں کا اختلاط، فوٹو گرافی اور دیگر رسومات کی ادائیگی میں کسی شرعی قید وبند کا خیال نہیں کیا جاتا، اور اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ وہ لاکھوں مسلمان جو یہ سعادت حاصل کر کے لوٹتے ہیں نہ ان میں انفرادی طور پر کوئی تبدیلی نظر آتی ہے اور نہ ان کی وجہ سے معاشرے اور قوم میں کوئی انقلابی تبدیلی رونما ہوتی ہے۔

مرکزی جامع مسجد اہل حدیث خورد جہلم میں کتاب وسنت کانفرنس

مورخہ 16 دسمبر بروز جمعرات مرکزی جامع مسجد اہل حدیث خورد جہلم میں کتاب وسنت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر صاحب نے کی۔ جب کہ مہمان خصوصی جناب محمود مرزا جہلمی تھے۔اس کانفرنس سے شیر پنجاب مولانا منظور احمد صاحب، مولانا محمد حسین مدنی صاحب اور مولانا کاشف نواز رندھاوا امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث فیصل آباد نے خطاب کیا۔شاعر اسلام قاری عبدالوھاب صدیقی صاحب نے تازہ نعتیہ کلام پیش کیا۔قائدین اور علمائے کرام جب خورد پہنچے تو اہل حدیث یوتھ فورس نے گاؤں کے باہر سے ہی ان کا فقید المثال استقبال کیا اور پرجوش نعرے لگاتے ہوئے انہیں جلسہ گاہ تک لے گئے۔اس کانفرنس کا اہتمام مرزا داؤد بیگ ولد مرزا محمد صادق اور جابر بیگ نے کیا۔یاد رہے کہ مرزا داؤد بیگ صاحب کی والدہ محترمہ چند روز قبل وفات پا گئی تھیں۔اس پروگرام کا انعقاد مرحومہ کی وصیت کے مطابق کیا گیا۔اللہ تعالیٰ ان کے لئے یہ پروگرام صدقۂ جاریہ بنائے (آمین)۔